السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اگر کسی دوکاندار کے پاس گاہک کی مطلوبہ چیز نہیں تو یہ دوکاندار کسی دوسرے دوکاندار سے وہ چیز خریدے بغیر اپنے گاہک کو فراہم کرے اور اس چیز میں سے کچھ نفع اپنے لیے رکھے اور کچھ نفع اور اصل رقم دوسرے دوکاندار کو دے تو کیا ایسا کرنا درست ہے؟ قرآن وسنت سے دلیل دے کر ہمیں مطمئن کریں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

خریدوفروخت کے معاملات میں حسب ذیل آیت کریمہ بنیادی حقیقت کی حامل ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ [1] ١

’’اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقوں سے مت کھاؤ، درست صورت یہ ہے کہ باہمی رضامندی سے آپس میں لین دین ہو۔‘‘

باطل طریقوں سے مراد ہر وہ ذریعہ آمدنی ہے جسے شریعت نے حرام قرار دیا ہے اور باہمی رضامندی بھی شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے ہے، سودے بازی میں اگر باطل طریقہ اختیار کیا گیا یا ایک فریق کی پوری رضامندی نہ ہو تو شریعت نے اس طرح مال کھانے اور اسے استعمال کرنے کو حرام قرار دیا ہے، اس وضاحت کے بعد ہم صورت مسؤلہ کا جائزہ لیتے ہیں تو اس کی متعدد صورتیں ہمارے معاشرہ اور بازار میں رائج ہیں، ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

دوکاندار کے پاس ایک گاہک آتا ہے اور اشیاء صرف خریدتا ہے، جبکہ دوکاندار کے پاس ضروریات کی ایک دو چیزیں نہیں ہوتیں تو وہ دوسرے دوکاندار سے لے کر گاہک کو فراہم کرتا ہے، اس کی قیمت مع منافع دوسرے دوکاندار کو دے دیتا ہے، اس میں خیر خواہی اور گاہک کے لیے سہولت ہے، اس سے گاہک بھی ’’پکا‘‘ ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔

پہلا دوکاندار اپنے نوکر کو اس چیز کی قیمت اپنے پاس سے دیتا ہے تاکہ وہ دوسرے دوکاندار سے خرید لائے پھر وہ اپنے گاہک کو مطلوبہ چیز فراہم کرتا ہے، اس صورت میں نفع لینے پر کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اس نے اسے قیمت دے کر خرید لیا ہے پھر اسے آگے نفع کے ساتھ فروخت کیا ہے۔

دوسرے دوکاندار سے مطلوبہ چیز خریدے بغیر یا شرح کمیشن طے کیے بغیر یا بازار میں رائج عرف عام سے ہٹ کر کوئی چیز لے کر گاہک کو فراہم کرنا، پھر اپنی مرضی سے دوسرے دوکاندار کو رقم دینا، شرعاً ایسا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ جب وہ کسی چیز کا مالک نہیں تھا تو اسے آگے فروخت کرنے کی اجازت نہ تھی، اگر مالک نہیں تھا تو کمیشن کی شرح طے کی ہوتی یا بازار میں رائج عرف کو پیش نظر رکھا ہوتا، لیکن اس صورت میں دوکاندار نے کسی چیز کو مدنظر نہیں رکھا لہٰذا یہ آخری صورت ناجائز ہے اور باطل طریقہ سے دوسرے کا مال کھانا ہے جس کی شریعت نے اجازت نہیں دی ہے۔ (وا اعلم)

---

[1] النساء: ۲۹۔/۴

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد: 3، صفحہ نمبر: 438

محدث فتویٰ